حبش اور مسلمانوں کے تعلقات

— عمر فاروق مودودی —

(۲)

کفارِ قریش کی سفارت قریش کو جب معلوم ہوا کہ حبشہ میں مسلمان خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے تحائف کے ساتھ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص پر مشتمل ایک وفد بھیجا تاکہ کسی طرح مسلمانوں کو حبشہ سے نکلوا کر پھر مکے لایا جاتے۔ اس وفد نے حبشہ پہنچ کر پہلے تو نجاشی کے درباریوں اور پادریوں کو تحفے دیتے اور پھر ان سے کہا کہ مکہ سے کچھ غلام اور کچھ ادنیٰ درجہ کے لوگ بھاگ کر آپ کے ہاں چلے آئے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے اجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور آپ کا دین بھی قبول نہیں کیا بلکہ ایک نیا ہی دین ایجاد کر لیا ہے جسے نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ ہم کو ان کی قوم کے سرداروں نے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ وہ انہیں ان کی قوم کے پاس واپس بھیج دے۔ اس لیے جب ہم بادشاہ سے گفتگو کریں تو آپ بادشاہ کو مشورہ دیں کہ وہ انہیں ہمارے حوالے کر دے، اور ان سے کوئی بات نہ کرے۔ پادریوں نے ان کی سفارش کرنے کا وعدہ کر لیا۔

پھر یہ لوگ نجاشی کے دربار میں پہنچے اور تحائف پیش کر کے وہی بات دہرائی جو وہ پادریوں سے کہہ چکے تھے کہ ان لوگوں نے ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہے جسے نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ۔ البتہ مزید یہ کہا کہ ان لوگوں میں سے جو غلام نہیں ہیں ان کے باپ، چچا اور رشتہ دار ہمارے ہاں موجود ہیں اور وہی ان کی نگرانی کے زیادہ مستحق ہیں۔ جب یہ لوگ اپنی درخواست پیش کر چکے تو پادریوں نے نجاشی سے کہا کہ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ ان کی قوم ہی ان کی نگرانی کی زیادہ مستحق ہے۔ اس لیے آپ اُن کو ان کے حوالے کر دیجیے۔ نجاشی نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے میرے پاس پناہ لی، میرے ملک میں آ کر ٹھیرے اور دوسروں کو چھوڑ کر مجھے اختیار کیا میں

انہیں اس وقت تک اِن کے حوالے نہیں کر سکتا جب تک کہ میں انہیں بلا کر، جو کچھ یہ دونوں ان کے بارے میں کہتے ہیں، اس کے متعلق ان سے دریافت نہ کر لوں۔ اگر وہ وہی ہوتے جو کچھ یہ کہتے ہیں تو میں انہیں ان کے حوالے کر دوں گا اور ان کی قوم کی طرف واپس بھیج دوں گا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہُوا تو میں ان کی حفاظت کرونگا اور جب تک وہ لوگ میری پناہ میں رہیں گے ان کو پناہ دوں گا۔

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر کی تقریر اس کے بعد نجاشی نے ایلچی بھیج کر مسلمانوں کو بلایا۔ جب مسلمانوں کو بادشاہ کا یہ پیغام پہنچا تو سب جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بادشاہ کے سامنے کیا بات کہی جائے۔ آخر کار سب نے یہ فیصلہ کیا کہ قسم بخدا ہم وہی کہیں گے جو ہمیں معلوم ہے اور جس کا ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے۔ جو کچھ ہونا ہے ہو جائے۔ آپس میں یہ گفتگو کرنے کے بعد مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

نجاشی نے ان سے پوچھا، "یہ کونسا دین ہے جس کی خاطر تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا؟ پھر نہ تم میرے ہی دین میں داخل ہوئے، نہ اور جو دوسری ملتیں ہیں اُن ہی میں سے کسی کے دین کو تم نے اختیار کیا"۔

حضرت جعفر نے جواب دیا، "اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے، بُتوں کی پرستش کرتے تھے، مُردار کھاتے تھے۔ فواحش کا ارتکاب کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں کا طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ نے خود ہماری قوم میں سے ایک رسول ہماری طرف بھیجا جس کے نسب، صداقت و امانت اور بے داغ سیرت سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، اُسی کی عبادت کریں اور اس کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہم اور ہمارے باپ دادا پُوجتے رہے ہیں، چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سچ بولیں، امانتیں ادا کریں، صلۂ رحمی کریں، ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور تمام حرام کاموں اور خونریزی

سے بچیں۔ اس نے ہمیں بے حیائی سے، جھوٹ سے، یتیم کا مال کھانے سے، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے روکا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ اس نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ہم نے اس کی تصدیق کی، اس پر ایمان لاتے اور جو کچھ وہ منجانب اللہ کہتا تھا ہم اس کی تعمیل کرنے لگے۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرایا۔ جو چیز ہم پر حرام کی گئی ہم نے بھی اسے حرام کر دیا اور جو چیز ہم پر حلال کی گئی ہم نے بھی اسے حلال کر دیا۔ اس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی۔ اس نے ہمیں اذیتیں پہنچائیں اور ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے کی کوشش کی تاکہ ہم کو اللہ کی بندگی سے ہٹا کر پھر بت پرستی کی طرف لے جائیں اور جن خبائث کو پہلے حلال کیے بیٹھے تھے ان کو پھر حلال کریں۔ جب ان لوگوں نے ہم کو دبا لیا اور ہم پر ظلم و ستم کیے، ہم پر زندگی اجیرن کر دی اور ہمارے دین کے آڑے آگئے تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور دوسروں کو چھوڑ کر ہم نے آپ کو اختیار کر لیا۔ ہم نے آپ کے ہاں پناہ لی۔ اور اے بادشاہ! ہمیں امید تھی کہ آپ کے ملک میں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

حضرت جعفرؓ کی یہ تقریر سُن کر نجاشی نے کہا "تمہارے نبی پر جو کچھ اُترا ہے اس میں سے کوئی چیز تمہارے پاس ہے؟" حضرت جعفرؓ نے جواب میں سورۂ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ یہ آیات سُن کر نجاشی اور اس کے پادریوں پر گریہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ پھر نجاشی نے کہا "بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ لائے تھے ایک ہی طاق کے دو چراغ ہیں۔" اس کے بعد اس نے قریش کے وفد کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم دونوں چلے جاؤ، خدا کی قسم! میں انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

حضرت عیسیٰ کے بارے میں مسلمانوں کی صاف گوئی دوسرے دن قریش کے دونوں ایلچی پھر نجاشی کے دربار میں گئے اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بہت بڑی بات کہتے ہیں۔ آپ انہیں بلوائیے اور ان سے دریافت کیجیے۔ نجاشی نے

پھر ایلچی بھیج کر مسلمانوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا "ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کی شان میں نازل ہوا ہے: "وہ اللہ کے بندے تھے، اس کے رسول تھے، اس کی طرف سے ایک روح تھے اور اس کا کلمہ تھے جو اس نے کنواری مریم کی طرف القاء کیا تھا" نجاشی نے یہ سنا تو زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا "خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا عیسیٰ بن مریم اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں تھے" پادری یہ سن کر بگڑ گئے مگر نجاشی نے ان کے بگڑنے کی چنداں پروا نہ کی اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگ جاؤ، تم میرے ملک میں بالکل محفوظ ہو۔ اگر کوئی تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے گا تو میں اس پر جرمانہ کروں گا" اور اپنے درباریوں سے کہا کہ "ان دونوں کے لاتے ہوئے تحائف انہیں واپس کر دو، مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے جب میرا ملک مجھے واپس دیا تو اس پر مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی۔[1] اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس کے معاملے میں رشوت قبول کر لوں۔ اس نے میرے معاملے میں لوگوں کی بات نہ مانی اور میں اس کے بارے میں دوسروں کی بات مان لوں"

اس طرح مسلمان مہاجرین سرزمین حبشہ میں بڑے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حبش کے وفود: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان حبشہ پہنچے اور نجاشی کو اس نئے دین کا علم ہوا تو اس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جُبیر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ "نجاشی نے حبشہ سے ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ یہ لوگ آپ کا کلام سنیں اور آپ کی صفات دیکھیں۔ اس وفد کے ارکان کی تعداد علی اختلاف الرواۃ بارہ تھی جن میں سات پادری اور پانچ راہب تھے۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ

---

[1] نجاشی کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تخت نشینی کا پس منظر جو مورخین نے بیان کیا ہے اور جس کا ذکر ہم بھی اوپر کر آئے ہیں وہ درست ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا تو یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور ان پر گریہ وزاری اور خشوع وخضوع کی کیفیات طاری ہوئیں پھر یہ لوگ نجاشی کے پاس واپس گئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حبشہ کے کم وبیش بیس نصرانی مکہ معظمہ آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم حرم میں تشریف فرما تھے۔ یہ لوگ بھی آپ کے پاس جا بیٹھے اور آپؐ سے بعض مسائل میں گفتگو کرنے لگے۔ ان کی اس مجلس میں اکابر قریش کے کچھ لوگ بھی موجود تھے۔ جب یہ نصرانی اپنے سوالات دریافت کر چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں توحید کی دعوت دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ قرآن مجید سُن کر ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے اٹھے تو قریش کے جو لوگ کعبہ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے ان میں سے ابو جہل اٹھا اور اس نے ان سے کہا کہ "اے قافلہ والو! اللہ تم کو نامراد کرے، تم کو تمہارے اہلِ دین نے اس غرض سے بھیجا تھا کہ تم اس شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خبر ان کے پاس لے کر جاؤ۔ لیکن اس (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے پاس تمہاری مجالست کو اس وقت تک چین نہ آیا جب تک کہ تم اپنے دین سے جُدا نہ ہو گئے۔ اور جب تک کہ تم نے اس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق نہ کی۔ تم سے زیادہ احمق قافلہ والے ہم نے نہیں دیکھے" اس وفد نے جواب میں کہا کہ سلام علیکم، ہم تم سے نہیں جھگڑتے، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، تمہارے اعمال تمہارے لیے۔

دونوں روایات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسِ واقعہ ایک ہے البتہ تفصیلات میں فرق ہے۔ بہر حال اگر یہ روایت درست ہے، اور درست نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں تو نجاشی کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی میں اس واقعے کو بھی بڑا دخل ہے۔

نجاشی کے ساتھ حضورؐ کے تعلقات | محرم ۶ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے بنی ضَمْرَہ سے ایک صحابی حضرت عمرو بن امیہ کے ہاتھ نجاشی کو ایک خط بھیج کر اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ نجاشی

نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد ۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ نجاشی کو دوسرا مراسلہ بھیجا اور اس سے کہا کہ ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان کا عقد میرے ساتھ کر دو، کیونکہ حضرت ام حبیبہ کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے حبشہ میں عیسائیت اختیار کر لی تھی اور وہ مر بھی چکا تھا۔ نجاشی کو جب یہ پیغام پہنچا تو اس نے اپنی خاص لونڈی ابرہہ کو حضرت ام حبیبہؓ کے پاس بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی خبر دی۔ پھر حضرت جعفر اور دوسرے مسلمانوں کی موجودگی میں اس نے خود نکاح کا خطبہ پڑھا اور چار سو دینار مہر اپنے پاس سے ادا کیا۔ نکاح کے بعد نجاشی نے حضرت ام حبیبہ کو شرحبیل ابن حسنہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ذریعے نجاشی کو تیسرا مراسلہ بھیجا کہ وہ حبشہ میں باقی ماندہ مہاجرین کو واپس بھیج دے۔ چنانچہ نجاشی نے مہاجرین کو بہت کچھ مال و متاع دے کر عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت جعفر بھی انہی لوگوں میں شامل تھے۔ یہ لوگ فتح خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔

ہجرت کے نویں سال نجاشی کا انتقال ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وفات کا اعلان فرمایا کہ "مسلمانو! آج تمہارے صالح بھائی اصحمہ نے وفات پائی، اس کے لیے دعائے مغفرت مانگو۔" اس کے بعد آپ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو کچھ تحائف بھیجے تھے۔ لیکن قاصد نے واپس آکر نجاشی کے انتقال کی خبر سنائی۔

حضورؐ کے بعد کی تاریخ | ۶۳۲ء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حبشہ اور مسلمانوں کے تعلقات قریب قریب ختم ہو گئے۔ عرب مؤرخین اور جغرافیہ نویس جیسے حبشہ کو بالکل بھول گئے۔ تا آنکہ پندرھویں صدی عیسوی میں مقریزی نے "الالمام بمن فی ارض الحبشۃ من ملوک الاسلام" کے نام سے اپنے زمانے کے حبشہ کی تاریخ لکھی۔ اس طرح سے ساتویں صدی

عیسوی سے لیکر تیرھویں صدی عیسوی تک کا زمانہ حبشہ پر ایسا گزرا کہ جس کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے۔ لیکن دوسرے ذرائع سے جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کے بعد سے حبشہ میں یہودی اثرات بڑھنے لگے۔ بکثرت لوگوں نے عیسائیت ترک کردی یہاں تک کہ دسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں حبشہ کے شمال مشرقی یہودی علاقے میں کی ملکہ یودیت یہودی باغیوں کی سرغنہ بن گئی اور اس نے قبیلہ زاجوا کے بھی ایک بڑے حصے کو جو عیسائی تھا، اپنے ساتھ ملا کر سلطنت اکسوم پر حملہ کر دیا۔ شہر جلا ڈالے، کلیسا ویران کر ڈالے اور ملک پر قابض ہو گئی۔

اس ملکہ کے بعد قبیلہ زاجوا برسر اقتدار آگیا اور ۳۴۳ برس میں اس کے گیارہ بادشاہوں نے ملک پر حکمرانی کی۔ اگرچہ یہ خاندان ملکہ کا قرابت دار تھا مگر یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ان سب کا دین مسیحیت تھا البتہ ان کی مسیحیت اور اکسومیوں کی مسیحیت میں بڑا فرق تھا۔

قبیلۂ اَمہرہ کا تسلط یہ خاندان ابھی برسر اقتدار تھا کہ قبیلہ امہرہ کا ایک شخص جس کا نام یکونو املاک تھا یہ دعویٰ لے کر اٹھا کہ وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی نسل سے ہے۔ اور اس دعوے کے ساتھ اس نے اقتدار کے حصول کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر ۱۲۷۰ء میں اس نے حبشہ کے تخت پر قبضہ کر لیا اور حبشہ میں دولتِ سلیمانیہ کی بنیاد رکھ دی جو آج تک قائم ہے۔ دراصل یہ داستان بھی یہودیوں کی اختراع تھی۔ جو یہودی فلسطین سے بھاگ کر حبشہ پہنچے تھے، وہ اپنے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکۂ سبا کا قصہ بھی لے گئے تھے اور اس پر خوب حاشیے چڑھائے تھے۔ مختصراً ان کا گھڑا ہوا قصہ یہ ہے کہ جب ملکۂ سبا نے، جسے حبشی یہودی "ماقدہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام سے نکاح کر لیا تو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام الاسطورہ بن حکیم سلیمان تھا۔ یہ قصہ قدیم زمانے سے حبشی عوام میں مشہور تھا اور دولت اکسوم کے فرمانروا بھی اپنے آپ کو اسطورہ بن حکیم سلیمان کی جانب منسوب کرتے تھے۔ بہر حال یہ قصہ صحیح ہو یا غلط اور یکونو املاک کا دعویٰ بھی

برصحت ہو یا نہ ہو لیکن اس قصّے کی شہرت سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اپنے اقتدار کی راہ صاف کرلی۔

یکونو املاک کی تخت نشینی عظیم سیاسی اور معاشرتی تغیرات کی حامل تھی۔ اس نے حبشہ کے علاقے امہرہ کو جو قبیلہ امہرہ کا مسکن تھا ملک کا دارالحکومت بنایا، اس طرح سے ملک کا مرکز ثقل اکسوم سے منتقل ہو کر امہرہ میں آگیا۔ اس کے ساتھ ہی ملک کی سرکاری زبان بجائے جعز کے امہریہ ہوگئی۔ مذہباً یکونو املاک اور اس کے جانشین فرقہ لیعقوبیہ کے عیسائی اور شدید مذہبی تعصب کے حامل تھے۔ (باقی)

ماہنامہ زندگی رامپور

آپ کو آپ کی زندگی کا مقصد بتاتا ہے۔
قرآن کی دعوت کو صحیح ترین انداز میں پیش کرتا ہے۔
اسلام کی بنیادوں پر ہمہ گیر انقلاب کا مستحکم پروگرام
وقت کے باطل نظریات پر مدلل تنقید کرتا ہے۔
دنیا کو حقیقی امن و راحت کا راستہ دکھاتا ہے۔
سستی ذہنیت کے بجائے خوش مذاق پیدا کرتا ہے۔
اسلام کی روشنی میں مسلمانوں کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔
آپ کے فاضل اوقات کا بہترین ساتھی ہے۔

ہر مہینے ۶۴ صفحات باتصویر

اپنے مقام کی ایجنسی سے خریدیے یا ہم کو براہ راست لکھیے

منیجر رسالہ زندگی رامپور یو پی انڈیا

چندہ سالانہ پانچ روپے ششماہی تین روپے فی پرچہ آٹھ آنے